

بہارِ عینِ دل و دماغ

الحمد للہ کہ درین ایام نغمہ و لہریہ و دلکش بہارستان سخن نغمہ سرشار
چمنستان سخن مصنفہ جناب مرزا قزاق علی صاحب عرف من صاحب سخن ہو



حسبے مایش جناب اجعفر علی صاحب ن پیر صاحب جناب پیر تقی حسین
عرف پیر صاحب تاج کتب لکھنؤ حسن تمام اتمام سید محمد علی لک

مطبع فضیل می لکھنؤ عین کا چھپکا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹

۱۳۳۵۵

یہ کاٹا جان لیکر اب ہمارے دل سے نکلے گا
یہ ایسا غم نہیں ہے جو تمہاری دل سے نکلے گا
زیادہ حسن و خوبی میں مہ کامل سے نکلے گا
یہی ارمان دم آخر دل بسمل سے نکلے گا
جو نالہ پڑا تر ہو سکے میرے دل سے نکلے گا
جگر بڑے بڑے کے روکے گا جو نالہ دل سے نکلے گا
وہ کھلا جائے گے فوراً جو نالہ دل سے نکلے گا
سوال وصل اب کیونکر لب سائل سے
کہ نکلے گا جو مطلب خنجر قاتل سے
کوئی بیتاب ہو کر پردہ محمل سے
بکھی تو روئے لیلیٰ پردہ محمل سے

خیال اس چشم خشم الود مشکل سے نکلے گا
نقدور مرگ عاشق کا بڑی مشکل سے نکلے گا
اگر صورت ملاؤ چاند سے اس حور پیکر کی
تظارہ رخ کا کرنے دو ذرا تم روک لو خنجر
مثال ابر چھا جائے گا تیرے کوچہ میں ظالم
خیال ناز کی آسک ہے میری ہر رگ و پے میں
حسینان جہان غفلت سے بھی نازک زیادہ ہیں
بر سے نفور ہیں ان کے اس رقعہ جہی زیادہ ہو
ہاں زخم سے اپنے صدائے آتی ہے یہ یہی ہم
کوئی بچہ نہیں ہو کر متصل ناقہ کے تڑپے گا
غبار قیس بچتا ہے اسی کی فکر میں ہر دم

ممنوع کیا بک رہے ہو عشق میں سنبھلنا دروچو

کونئی بدنام ہو گا راز اگر بہ دل سے نکلے گا

آہ میں شور قیامت کا قس
قتل وہ کر کے کہے گی ابھی جینے
خود کہیں دل کہیں ساغر کہیں مینا ہو
لب لب لب یہ لب سینہ یہ سینہ مینا ہو

سخت و شور تیرے چہر میں جینا ہو گا
تیرا یہ دکا یہ تھا جہاں تیرا مینا ہو گا
جہاں میں آگن کے نیچے اپنا مفرینا ہو گا
بھرا رکھو شمع ہر ہمارا یہ قند مینا ہو گا

مگر یہ چشم سے اٹھے گا جو طوفان فراق مسکرائے جو ابھی کھول کے منہ میں غنچے ہجر میں موت جو مانگی تو صدا چرخ نے دی نوح کا کہتے ہیں طوفان جسے اہل جان	غرق اس میں دل مضطر کا سفینا ہوگا دل کسی بلبل و لکیر کا چھینا ہوگا درج و غم اور اٹھٹھا و ابھی جیتا ہوگا وہ تپ فرقت عاشق کا پسینا ہوگا
---	---

لب کو تر وہ عیان ہوگا قیامت میں من گر یہ چشم سے جو غرق سفینا ہوگا	
--	--

لکھا ہے وصف آج جو اس خوش شخص کا ساتی ہے کچھ بارغ ہے اور اب بھی ہر شیخ لیگانہ میرے بعد کوئی نام عشق کا منظور آنکو وصل نہیں میں سمجھ گیا	سارا جان مقرر ہے ہمارے کمال کا بے عذر پی لے وقت نہیں قیل قال کا شہر امرے سبب سے ہو حسن جمال کا دیتے نہیں جواب جو میرے سوال کا
---	--

دہ بام پر جو اُسے ہیں اس وقت اری من منہ زرد ہو رہا ہے اسی سے ہلال کا	
---	--

یہ لاغری سے حال ہوا عجیب تباہ کا تیش نگاہ ناز جو مقتل میں جھک پڑی حیران ہو کے وہ نگران چار سو چہرے دل لیکے تھے جسے دھماکی ہوا کیا صیا و بلبون کو رہا کر بسیار میں میں ہوں غلی کے در کا گدا جھکنا پڑی	ہوا اشتباہ جسم چمک برگ کاہ کا اک شور بلبون میں اٹھٹھا آہ کا اٹھا جو شور دل سے مرے آہ آہ کا یہ عشق کی سزا ہے یہ بدلا ہے چاہ کا لے میری نظر نہ کسی بے گناہ کا کم اس فقیر سے کہ میں رہتا ہے شاہ کا
---	--

تربت میں بھی محل ہیں نیکر میں اسے من سمجھتے تھے ہم مقام یہ ہوگا پسناہ کا	
---	--

دست و حشمت اس طرف تار گریبان لیلا چہر ہوا سوداؤ الفت دل میں مگر مخرام بخت دی سی جھانگی بیہوش ہو کر گر پڑی طوق الفت پڑ گیا گردن آتے ہی بہار	اوس طرف جوش جنون سو سیاہان لیلا پھر ہمیں سمجھا کہ یہ دل سو جانان لیلا دل کے ہر ہوش بھی وہ آفت جان لیلا جوش و حشمت کسی مشکین شو زندان لیلا
---	--

<p>جان جائے گو مگر ضبط فغان کر تا مصلحت آن جوہ بیان شکن یہ عہد و پیمان لچلا</p>	
<p>کچھ تو کہہ سکتا ہوں کہ کیوں ہے گھبرا یا ہ وہ بھی تھے جھپٹے ہوئے اور میں بھی شرم کیا نگاہ ناز کا یہ بھی ہے تر یا یا ہ صحن گلشن میں ملا تھا کون کچھ را یا ہ زور بازو پر بہت قاتل تھا اترا یا ہ دیر سے قاصد در دولت پہ ہے آیا کھلے ہو خود بخود واسوقت گھرا یا ہ</p>	<p>تسہ کسکائے دل بیتاب تر یا یا ہوا کس زمرے کی دل لگی تھی بعد وصل کی ہنشین دیکھ کر وہ قص بسمل پوچھتے ہیں ناز سے میں نے مانا تم نہ تھے پر یہ تو کیسے رات کہ آج میری سخت جانی سے نہ کچھ بسمل سکا حال زار عاشقان سن لو ذرا ای جان جان کیا خیال حور جنت آگیا ہے شیخ کو</p>
<p>آنکے دست نازنین میں مل مرا گو یا مصلحت شاخ گل میں ایک یہ غنچہ ہے مرجھایا ہوا</p>	
<p>ہو گیا اک ماہوش کا بتلا جاتا رہا وضع کا پابند تھا آتا رہا جاتا رہا زنگ چرے کا قطع آتا رہا جاتا رہا سب شکایت مٹ گئی سارا گلا جاتا رہا اک دل غربت زدہ تھا با وفا جاتا رہا پست ہمت ہو گئی سب جو صلا جاتا رہا کس طرح یہ گم ہو اکیونکر بہلا جاتا رہا</p>	<p>پوچھتے کیا ہو کہ کیونکر دل مرا جاتا رہا ہٹ گیا دل جیب سے غروٹے ہوئی ملتفت درد ہاں دلی دینے کو گواہی بھر میں یار نے پہلو میں اپنے دی جو محفل میں گلہ بیکسوئی ترے لیتا ہی نہیں کوئی خبر کج ادائی سے کسی کی مٹ گئی دلی سنگ دل چرا کر بھوئے پن سے پوچھنا اس کا پاس</p>
<p>کو سے جانان جیب سے چھوٹا آہ ہے اسے مصلحت وہ مذاق باہمی وہ سلسلا جاتا رہا بیچ</p>	
<p>بچو دین سمجھے آپ میں آیا بچا بیگا دانتہ بزم غیر میں جابا بچا سے گا یہ خون بے گنہ ہے بہا یا بچا سے گا اس کا مزار ہے بنا یا نہ جا سے گا ویران گھر ہوا تو بسا یا بچا سے گا</p>	<p>دل سے خیال زلف اٹھا یا نہ جا بیگا صدمے اٹھا دن مفت کر کیا یہ بھی ظلم ہو بخیر اڑتا کے کتے میں وہ میرے قتل پر مارا ہو جس نے دل کو دی دشن بھی کر د دل سے تمہاری یاد کر کیونکر اٹھا دین</p>

انکار وصل دیکھتے کرتے ہیں سلج	بھبھکے کسی کے گھر پہ تو جاپانہ جائیگا
آپنل وہ رخ پہ ڈالے ہیں کوسلے متن	خورشید ابر میں تو چھپایا نہ جاسے گا
ٹراے آہ سوز ان بخت میں پیدا ہو نہیں سکتا عیادت کو مریض غم کی وہ تشریف لاتی ہیں جگر میں چٹکیاں لیتا ہے جسدِ یاد آتا ہے ہمینانِ جہان بیٹھے ہیں پہلو میں مری اگر	تو بار آور مرا محل تمنا ہو نہیں سکتا چلی جا اسے قضا اب دقل تیرا ہو نہیں سکتا کسی کا وصل میں کہنا کہ ایسا ہو نہیں سکتا پلٹ جا شامِ فرقت آج یردا ہو نہیں سکتا
مستن دل ان حسنون کو نہیں ہرگز نہ دنا تھا کسی پر اس زمانے میں یردا ہو نہیں سکتا	
بعد گلچین کے جو گلزار میں صیاد آیا کو نسا سا سخنِ فرقت میں اسو یاد آیا سوے گلشن جو کوئی باغی بیدار آیا پیشوائی کو وہیں ادڑ کے بگولے پیچھے کیون تر پتا ہے تو رہ کے مری ہو صدے فرقت کے سے قہرِ جفا ہی ملی بندہ حسن کیا جب خدا نے جھکو زخمِ کھنہ ہرے ہونے ایسی پائی تھے	سم اچھا دگیا باغی بیدار آیا آہ کے ساتھ جوب تک دل نا شاد آیا بلبلین غش ہو میں غنچوں کو خدا یاد آیا جانبِ دشت جو میں بلول نا شاد آیا کیا تجھے ای دل بیتاب کوئی یاد آیا جیسے اُس حورِ پناہ دل نا شاد آیا تیرے حصہ میں صنم حسنِ خدا یاد آیا کہ پے مشق جفا وہ سم اچھا یاد آیا
رحم کچھ آٹھو مرے حال یہ آیا مستن بیڑیاں کاٹنے اسوقت جو خدا یاد آیا	
سمت لڑی ہے میری خدا مہربان ہو اب نہ کبھی ہے آہ کبھی ہجر یار میں ت ہوئی ہے عشق سے توبہ کئے ہو رار وصل آپ نے کیا اس سے کر لیا و نہ کرے گا ایسے نشانے سے دل مرا جہانے گل ہن یوں کے منہ زور و اعجاز	ہو جاے وصل آج یہ جھکو گمان ہو اب بتلاؤ تو یہ کو نسا طرزِ فغان ہے اب کیا پوچھتے ہو تم دل مضطر کمان ہو اب پہلو میں میرے دل جو بہت شادمان ہو اب آنکلی نگاہ تیرے ابرو د کمان ہے اب فدا را کتے کر کر کر

کیا اور گل کھلا گیا گلشن مین پیا
مصرف سیر صحن چین باغبان ہوا ب

ترجما کیا ہے دل کا کنول ہو قریہ نگر
ملن بہار جا چکی فصل خزان ہوا ب

فصل گل کے جاتے ہی ہوگی عین مین عذریہ
مزدہ اے صیاد پھر آئی چمن مین عذریہ
اب نہیں بھولے ساتی پیر مین عذریہ
بحث کیا کرتی ہے افلاک سخن مین عذریہ
رکھ دیا تیرا قلب اس انجمن مین عذریہ
بزم مین طوطی ہے تو صحن چین مین عذریہ
ہو گئی اس صدمے سے بسمل چین مین عذریہ
کیا نصیب ہے کہ ہے ایسے کفن مین عذریہ
کس لیے آتی نہیں میرے چین مین عذریہ
لعل ہوں جیسے عین مین اور چین مین عذریہ
مین نہیں آیا ہوں آتی ہے وطن مین عذریہ

چھوڑن ہے جواب صحن چین مین عذریہ
ہو گیا مہر گلشن آگئی فصل بہار
کھلا کر ہنس دیے غنچہ چین مین اسیلے
طرز سیکھے نالہ و فریاد کا ہم سے ابھی
قصہ فرقت زبانی سنکے یہ مجھے کسا
خوش بیانی ختم ہے جادو بیانی ختم ہے
باغبان نے چھو لیا اگر اگر اک بھول بھی
بعد مرنے کے ہی بوے گل مین لٹی ہوئی
دل مین ہو نشو و نما داغون کا ہر فصل بہار
دل جگر اس طرح ادنی زلف و لب مین ہین اسیر
دوستوں سے جب ملے ایدل وہی ہین چھپے

دھوم ہوگی ہند مین اب خوش بیانی کی ملن
ہوں خدا کے فضل سے طرز سخن مین عذریہ

غیر کے گھر سے وہ آٹھ آئے اور کپا آپ
چارہ ساز وہ چلے آئیں گار کپا آپ
دوہری ہوتی ہے نزاکت سے کمر کپا آپ
دیکھتے ہو جو مری جان اور ضرر کپا آپ
بے سبب تو نہیں یہ درد جگر آئے کپا آپ
آنکھ کھل جائیگی ہنگام سحر آئے کپا آپ
شک فروروس سے کام لے کر آئے کپا آپ

جذب نے آج دکھایا یہ اثر آپ سے آپ
جب مین جانوں کہ اثر کچھ ہو مری آہو نہیں
اللہ نظر پڑتی ہے جب اس بت پر
کیا ہوت ناوک نرکان کا بناو گے۔ مجھے
کیا وہ پھر آج رقیبون کے یہاں آتے ہیں
چلے جانا ابھی کیا جلدی ہے شب باقی ہو
پردہ شب مین وہ چھپ کر جو چلے آئے

فرط الفت سے وہ روئنے بہت اڑی ملن
۱۰۰۰

<p>سرد قامت، ہر ہمتارا جو شجر کی صورت ہو مقابل گل عارض سے تری کیا ہر مجال نالے کرتا ہونین ہر روز تری فرقتین وہ صنم کان جو اہر ہے سراپا واک خاک ہو ہو کے گرین گے ابھی یہ توئی فلک واقعہ طرد کا پھر آج جان میں ہوگا</p>	<p>تو یہ ادبھرا ہوا جو بن ہر شجر کی صورت کچھ نہیں ہے ترے آگے گل ترکی صورت کہیں دکھائے خدا جلد اثر کی صورت لب ہین یا قوت تو دندان ہین گھر صورت آہ اس دل سے جو بچنے کی شرک صورت پردہ در سے وہ نکلیں گے قمر کی صورت</p>
<p>ماہ سے دیتے ہو تیش غلط ہے منہ تخنے دیکھی بھی ہے اس رشک قمر کی صورت</p>	
<p>مگاہ ناز سے کچھ اس طرح لگا کی چوٹ شب صال نہ پوچھو کہ تیر بن کیا کیا ٹرپ کے ہو گیا یہ ہوش صورت ہوئی تمہارے تیر نظر سے نہ بچ سکا کوئی</p>	<p>ٹ اتر کے دل سے جگر تک ہمارا کی چوٹ ترے فراق میں کبخت دل لٹکائی چوٹ کسی کی دید سے اس نے یا ٹھائی چوٹ اگر جگر سے بچائی تو دل پہ آئی چوٹ</p>
<p>بدل بر لے وہ تیر جو سپکراے منہ سنبھل سنبھل کے مرے دل نے خوب کھائی چوٹ</p>	
<p>میں ہوں غربت میں گرفتار محن کیا باعث کیا اسے طرز فریب اور کوئی یاد آیا ہے وہن غنچہ سرستہ مکر ہے معدوم نام انصاف اسی جو رکا ہے کیا ظالم نغمہ دل آج ہے بے رنگ خدا فر کرے عشق دنیا میں مرے جاتے ہیں اہل دنیا طبع نازک پہ ہو کیا بار گراں کچھ تو کہو</p>	<p>ٹ کاٹے کھائی ہے مجھے یاد وطن کیا باعث مجھے وہ بت جو ہوا گرم سخن کیا باعث لب سے شرمندہ ہی ہے رنگ سخن کیا باعث غیر کو عیش مجھے قید محن کیا باعث درد ہوتا ہے کہی گاہ جلن کیا باعث اسے کہتے ہی ہین ہر دار محن کیا باعث کس لیے آج ہے ماتھے پہ شکن کیا باعث</p>
<p>باغبان شاد ہو بلبل بھی ہو خوش احوال اب تو کچھ اور ہی ہے رنگ چمن کیا باعث</p>	
<p>ہین پریشانی سے مضطرب کس کس میں آج تم نہیں ہر تو بیتا و کوں ہے ایسا حسین</p>	<p>دست رنگین اسٹور سے ہین کیلئے باقم بلک دھوم کے حسن رزنا خرم کی ہر عالم میں اثر</p>

کام ان باغی اداؤں نے کیا سیرا تمام
اک رقیب روسیہ کے مرگ سے جاری ہیں شک
یا املی خیر کرنا تو دل گم گشتہ کی
اے جوانان جہان میں وہ جوانا مرگ ہوں
کس بلا کا سامنا ہے خیمہ کرنا لے خدا
شرم سے وہ چپ ہیں میں غیرت سے بزم غیر میں

دم نکلاے گا اپنا آہ کوئی دم میں آج
المدد اے ضبط وہ روتے ہیں کسکے غم میں آج
پھرتی ہے تصویراٹکی مری چشم نم میں آج
خون کے روتی ہے آسموت جسکے غم میں آج
دل بھنسا جاتا ہے میرا گیسو رخم میں آج
سے مرے کی دل لگی دونوں ہیں کہ عالم میں آج

یا دے کل شب کی ہاتا پائی اے مٹن
اب نہیں آنے کے وہ بھولے سے تیرے دم میں آج

پہلو میں یا جب نہیں سارا جہان ہے بیچ
وہ بت مجھے ملے میری قسمت ہلا کہاں
سماں رات بھر کا ہوں تشریف لائے
مجرد دل جگر نہ ہوا جس سے جان جان
یوں تو ہزار ہا ہیں حسینانِ خوب رو
ہم کو فراقِ یار میں دونوں ہیں ایکساں
توہ کرم میں تو بہ کرون گا ہمار میں
ہے زندگی تو آئیگی پہر فصل گل بہان

ساغر شراب بیچ ہے پیر نغان ہے بیچ
ایسا خیال بیچ ہے ایسا گمان ہے بیچ
آنا سحر کو آپ کا جان جہان ہے بیچ
تیری قسم نظر میں وہ تیرا کمان ہے بیچ
لیکن تمہارے سامنے سارا جہان ہے بیچ
فصل بہار بیچ ہے فصل خزان ہے بیچ
اے سچ یہ خیال غلط یہ گمان ہے بیچ
اے عندلیب صبر کر آہ و فغان ہے بیچ

ہود مشت کر بلا میں زیارت حسین کی
بیٹھے ہو کیا مٹن کہ یہ ہندوستان ہے بیچ

وہ تیغ کھینچے ہوئے ہیں قضا کی طرح
اکہی خیر ہو دل آج کل پریشان ہو
انہیں سے زندگی اور موت عاشقوں کی ہو
کہنچی وہ آپ کی تلوار نے قیامت کی
مجھے تو دردِ محبت نے وہ دیا ہے مرا
گلے میں باہن بولا اچھی طرح نہ ڈالی بھین
بتوں سے ادنیٰ دل میں رہنے کرنا تم

اتار لے کہو مانی سے اس آدا کی طرح
خیال زلف ہے لپٹا ہوا بلا کی طرح
یہ بیت خدا تو نہیں پرہیز نا خدا کی طرح
نگاہ پھیر لی معشوق بے وفا کی طرح
وہ عین مانتا ہوں بھر اسٹے بلا کی طرح
کہ صبح آنکی سر پرے بلا کی طرح
کہ یہ مکان بھی ہے خانہ خدا کی طرح

<p>وہ وقت قتل یہ ہنس ہنس کے مجھے کہتے ہیں میرے چار وہ کہتے ہیں جسکو اہل جہان</p>	<p>ملینے خون ترا ہاتھ میں سنا کی طرح وہ ان کے سامنے ہے نقش کفشن یا کی طرح</p>
<p>یہ شوق چاہتا ہو آج اپنا اسے مسن وہ خون دل کا ملین ہاتھ میں خاکی طرح</p>	
<p>ساز غیروں سے ہو بہم اسے چرخ ہجر و بصر میں یہ ہوا ہوں محیف اس قدر کج روی نکر بہم ہین تری گردش سے غیروں پا مال قابل جسم حال ہے اپنا ہرج کیا تھا ترا کہ ہم اور وہ دور میں تیرے پی دوا بھی اگر</p>	<p>خ مجھ پر کرتا ہے کیوں تم اسے چرخ چل نہیں سکتا دو قدم اسے چرخ کشتہ خنجر ستم اسے چرخ مجھ پر خالق کا ہے کرم اسے چرخ اور کرتا ہے تو ستم اسے چرخ دو گھڑی بیٹھتے بہم اسے چرخ حق میں میرے ہوئی وہ ستم اسے چرخ</p>
<p>بہر کا غم بہت ہے مہن کو ایا ندے اور کچھ الم اسے چرخ</p>	
<p>ترت پیری کہتے ہیں مجھ باؤن کے بعد جیتک ہو کشتے پاس نہیں قدر کچھ نہیں لیکر گئی ہے باد سحر اب وہاں پیام پوچھیں بیان کا حال تو یہ کہنا نامہ بر جسم سگے سے آنکو لگا یا شبہ صال بے چین ہو گئے محفل اغیار میں بہت کیا خوب کر رہے ہیں علاج مرض غم قاصد جواب خط کا سنا تم کا اب کسے اچھا طریقہ بتنے نکالا ہے قتل کا کرتے ہیں جو رادر پشیمان ہی ہو نہیں کیونکہ خیال امت عاصی نہ ہو نہیں</p>	<p>وال بتلا کہ تو نے جین بھی پایا قصا کے بعد پچھتا نہیں گئے بہت وہ دل باؤن کے بعد تا حد سلام کہنا مرا تو صبا کے بعد تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد غل بے حجاب ہوں نے مجھ یا حیا کے بعد نالے کر دینا جبکہ میں آہ رسا کے بعد کرتے ہیں جام زہر عنایت سودا کے بعد آیا پلٹ کے بھی تو ہمارے قصا کے بعد تیرا مژہ لگاتے ہو تیغ ادا کے بعد تو یہ بھی کرتے جاتے ہیں ظلم و جفا کے بعد ہیں فخر کائنات عہد خدا کے بعد</p>

دل کا ہمارے خون میں وہ حنا کے بعد	
اُس بت کو ہے جو شعلہ رخسار پر گھنٹ ڈال کرنا ہوں میں بھی آہ شرر بار پر گھنٹ یوسف نہیں جو تم کرو بازار پر گھنٹ یون قہر سب کو طرہ طرہ پر گھنٹ ہو کس طرح نہ حیدر کرتا رہ پر گھنٹ	اُس بت کو ہے جو شعلہ رخسار پر گھنٹ ڈال کرنا ہوں میں بھی آہ شرر بار پر گھنٹ یوسف نہیں جو تم کرو بازار پر گھنٹ یون قہر سب کو طرہ طرہ پر گھنٹ ہو کس طرح نہ حیدر کرتا رہ پر گھنٹ
کھینچے ہیں جو قریب تو کھینچے دو اسے کیا خاک ہم کوین دل بیمار پر گھنٹ	کھینچے ہیں جو قریب تو کھینچے دو اسے کیا خاک ہم کوین دل بیمار پر گھنٹ
بھیجے ہیں یار کو خط لکھ کے جو اکثر کاغذ ڈال دینا اس حور کو اسے میری پیمر کاغذ چاک کر ڈالے گا فوراً وہ سنگم کاغذ بتگیا ہاتھ میں اس بت کے کوثر کاغذ خود بخود جا بیگا اس جام راوٹ کاغذ لکھ کے دریا میں بہاتے ہیں جو اکثر کاغذ	بھیجے ہیں یار کو خط لکھ کے جو اکثر کاغذ ڈال دینا اس حور کو اسے میری پیمر کاغذ چاک کر ڈالے گا فوراً وہ سنگم کاغذ بتگیا ہاتھ میں اس بت کے کوثر کاغذ خود بخود جا بیگا اس جام راوٹ کاغذ لکھ کے دریا میں بہاتے ہیں جو اکثر کاغذ
خون دل سے جو لکھا نامہ میں اس بت کو بجھا رنگیار شک گل احمد کاغذ	خون دل سے جو لکھا نامہ میں اس بت کو بجھا رنگیار شک گل احمد کاغذ
دیکھ کر اس حور کی زلف پریشان تا کر ہو کسی لیلہ صفت کے عشق میں پناہ اشکباری گر کر لگا آنکی زلفوں کا اسیر دیکھ پاسے ناخن پا کو جو تیرے اسی صغ ایک جام میں رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ نیچہ پیچی لگا ہوں سے جو تھے سر کیا ہجر کی شب میں یہ کیا عجب کو بہا بیگا	دیکھ کر اس حور کی زلف پریشان تا کر ہو کسی لیلہ صفت کے عشق میں پناہ اشکباری گر کر لگا آنکی زلفوں کا اسیر دیکھ پاسے ناخن پا کو جو تیرے اسی صغ ایک جام میں رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ نیچہ پیچی لگا ہوں سے جو تھے سر کیا ہجر کی شب میں یہ کیا عجب کو بہا بیگا
قد الفات میں جو کھینچی آہ سوزان او میں راکھ ہو کر رہ گئی دیوار زہدان تا کر	قد الفات میں جو کھینچی آہ سوزان او میں راکھ ہو کر رہ گئی دیوار زہدان تا کر
دکھنا و دل کا اثر آہوں کا سرگرم تھان ہو کر	ہلا دے گا خاک کو میں خیف و ناتوان

<p>کہی تو ہو بھی کیونکہ نگاہ لطف سے اسے جان تمہارے حسن کی شہرت ہوئی ہو میرے مرنے سے ابھی کل تک جو دم بھرتے تھے غریب کی محبت کا تمہاری یاد دل میں چلیاں لیتی ہے رہ رہ کر رہوں اس حال میں کس طرح زندہ یہ تو سمجھو تم بہت اغیار کی چاہت پہ غرا تھا اونھیں لیکن یہ بچیں تو غضب کا جب تک ہوا وجہ پیشا</p>	<p>کہی تو پاس آ جاؤ ہمارے مہربان ہو کر تمہارا نام روشن کر دیا خود بے نشان ہو کر خدا کی شان وہ آتے ہیں حمیرہ مہربان ہو کر اسے تکلیف دیتی ہے اُسکی میہان ہو کر نہان رہتے ہوں نظرون سے میری روح وہ ہو کر دکھا دوں گا آخر ضبطِ قنان کا ناتوان ہو کر کرے گا حشر ہی ظالم تو اکدن نہ جو ان ہو کر</p>
--	---

<p>کو مہمن کوئی حسرت تو اب دل میں نہیں باقی کسی کا وصل میں کہنا یہ ہے مہربان ہو کر</p>	
<p>مضطرب قتل میں ہلکے کج ای قاتل چھوڑے مسکرا کر او سنگرا دراک ادھیا سا ہاتھ مضطرب مجنون ہے ای لیلیٰ تری دیدار کا منزل الفت ہو ایدل رہ یہاں ثابت قتل</p>	<p>یہ بے لیل کو خدا کے واسطے بے لیل نہ چھوڑ مجھ کو محروم قضا اللہ کے قاتل نہ چھوڑ شرم کا پردہ اٹھا دے پردہ محل نہ چھوڑ قتل ہو جا شوق سے پردا من قاتل نہ چھوڑ</p>
<p>ہر ہی وقت اور مہمن اب چکر کنا بیکار ہے (اسے شہید ناز تو بھی دامن قاتل نہ چھوڑ)</p>	
<p>پھر سنا دے مجھے ذرا آواز نغمہ بجنی نہ پھر کرے بے لیل سننے نالوں کو میرے دہلے حسرت وصل لے کے جاتا ہوں دشت غربت میں ہی تصور سے</p>	<p>کیا ہی دلکش ہے دلربا آواز جو سننے تیری مہ لقا آواز یہ ہے کچھ گوشِ آشنا آواز آسے گی یہ پس فنا آواز میں سنوں گا تری سدا آواز</p>
<p>اُسکی تعریف کیا ہوا ہے مہمن بھولی صورت ہے دلربا آواز</p>	
<p>یوں ہر جو م یاس مرے دے آواز جب سے کہ غرق بحرِ محبت ہوا ہوا اک باہر پھر لگا دے کہ ہو کام ہی تمام</p>	<p>جس طرح ابر ہو مہ کامل کے اس پاس رہتا ہوں بحرِ عشق کے ساحل کے اس پاس قاتل کوئی نہیں تری بے لیل کے اس پاس</p>

حسرت الگ ہے یا من تنہا جدا جدا
یہ قید ہوں گے فصل بہاری میں آہ آہ
میت لحد میں رکھ کے یہ غائب ہو عزت
دیکھا ہے اپنی آنکھ سے حوائے بخد میں
کیا بہرا متحان وہ سوے قتل گمہ چلا
پردہ اٹھا کے قیس نے نظار اگر لیا

تیار دار جمع ہیں سب کے اس پاس
صیاد پھر رہا ہو عناد دل کے اس پاس
امانین ہے ایک بھی منزل کمر اس پاس
مجنون کی خاک اوڑنی ہو محل کے اس پاس
جمع ہے کیلئے میرے قاتل کے اس پاس
جب کوئی تھا نہ لیلیٰ محل کے اس پاس

انجام کار دیکھئے اس کا ہو کیا مشن
بیٹھے ہیں غیر اس مہ کامل کے اس پاس

دل کے لئے ہو ایک لہزار کی تلاش
دشمن کی ہو تلاش دشمن دلدار کی تلاش
اسد رجب جو گر ستم ورنج ہو گیا
ہر وقت کوے یار میں جان کی فکر ہے
ہو کون سخت جان کہ قاتل کو بار بار
سب مستعد ہیں مرنے کو قاتل کی دیر ہے
اللہ سے جستجو مری مرنے کے بعد بھی
سامان سے کشتی بھی ہے اور بل بھی کشتی
اتنا مزا کسی کے ستم میں ہمیں ملا
صد شکر آپ مل گئی گلشن میں جان جان

اس جس کیلئے ہو خریدار کی تلاش
مجھ گم شدہ کو ہو دل غنچہ ار کی تلاش
رہتی ہو دل کو میرے جفا کار کی تلاش
بلبل کی طرح رہتی ہے گلزار کی تلاش
خنجر کی فکر ہے کبھی تلوار کی تلاش
ہے قافلہ کو قافلہ سالار کی تلاش
بٹکے غبار کرتا ہوں میں یار کی تلاش
ساتی کو اسبہ یابر گہر یار کی تلاش
رہتی ہے روز ایک شکار کی تلاش
جھک رہی ہے دونوں سے ہو سرکار کی تلاش

دیو حرم میں خاک دڑاتی ہیں اسے ملن
رہتی ہو ہکو اک بت عیار کی تلاش

جانیے لاکھ طرح نہال حریفیں
ہمیشہ حرص و ہواک بہا میں دل گرفتہ رہے
بتاؤ عیش میں کس طرح عمر کشتی ہے
چمک کے غنچے تو بیشک پہنتے تمہارے حضور
حسین جان کوئی دیکھا چل گیا خوراً

بڑی کا بد ہے نتیجہ یہ ہو مآل حریفیں
سوئے اسکے نہیں اور کچھ مآل حریفیں
رہے ہر ایک سے یار یہی سوال حریفیں
دگر نہ کھول سکے لب ہو کب مآل حریفیں
ہمارے پاس یہ دل ہو کب جو خیال حریفیں

طلب پر دے کے کہتے ہیں مجھے اے مہربان
کہ بار و نہیں ہوتا کسی نہ سال حریف

ساقی فراق یار میں کیا جام سے غرض مطلب نہ عشق سے نہ آرام سے غرض سرشار میں تو ہوں مے اللہ کا سا قیا عاشق ہوں تیرے حسن پہ تیرے سوا غم ہے جیتو سے یار میں تھکے عین عیش نیخود کسی کی یاد میں رہتا ہوں اتن کجخت بد نصیب دل مضطرب بھٹ	خدا نا کام کو نہیں ہے کسی کام سے غرض جیتا ہوں جبکا نام ہے اس نام سے غرض ستیشہ سے واسطہ ہوتا تو جام سے غرض دلبر کی ہے ہوس نہ دلارام سے غرض اے چارہ گر نہیں غم ایام سے غرض ساقی کی یاد ہے نہ مجھے جام سے غرض کچھ بھی نہیں تجھے سحر و شام سے غرض
--	--

نیخود کسی کے عشق میں ہوں کھدر مہربان
آغاز کی خبر ہے نہ انجام سے غرض

ایک آنکھوں میں جو بھر آئے دم تیر خط حال مجھ دیوانہ گیسو کا لکھے کر کوئی ہوئے ہی آغاز اسے شکلا اکتا غور قاصد اُس لا مکا نکا کچھ نہیں چلا تیا ہوں وہ دیوانہ کہ مرشد قیس لکھتا تھا مجھے	طوبہ چی گیا اس خون سے مٹ جائیگا تیر خط حر قما سے زلفا ہو جائیں ہیں تیر خط دیکھ لی ہے جہان میں متقلب تانیر خط کس طرح بھجوں اسے اب کیا کروں تیر خط اکثر اس عنوان سے جاری رہی تیر خط
--	--

حال بیتابی دل لکھا جو میں نے اسے مہربان
وہ ہوئے افسردہ بڑھ کر کے یہ ہوئی تانیر خط

عشق میں ایک فرنگ ہوں حیران و غما جیسے دیکھا ہے مجھے خون میں غما پوچھتا کیا ہے آل شب بجران و غما بزم میں اس بت خوشی کے یہ دیکھا عالم دیکھئے بختے گا یا نہ جھکے سنے گا خدا آگ دوزخ جلائے مجھے کیا طاقت ہے کچھ نہ بوجھ کہ شب بھر بسر کو نکا	طوبہ نہ تو کافر ہی ہو میں اور نہ مسلمان و غما تس کر کے مجھے قاتل ہے پشیمان و غما میں تو ہوں دہیان میں زلف نکہ پشیمان و غما مضطرب زہد دیرینہ ہی حیران و غما کھدر ہو نہیں گنا ہوئے پشیمان و غما میں ازل سے ہوں غلام شر مردان و غما دار کا اوکھو سے مجھے جگتا ہے اہ و غما
--	---

<p>دھو نہ دھوئے تھے یہ جسے دیدہ گریانِ عظم میں نخلِ آہ سے نالے بے نشانِ واعظ غنچہ کرنے لگے مرغانِ فوجِ نخلِ گمانِ عظم</p>	<p>رحم کچھ حال پہ اسل برکرم نے کھایا عشق نے ایک بنا رکھی ہو حالتِ بکی فصل گل آئے ہی سب بن خزانِ بھولگی</p>
---	--

ناز ہو اُسکی کریمی پہ دگر نہ مٹن
 لائقِ نار ہیں تا چہر کے عصیانِ واعظ

<p>کروں میں تو یہ کہ ہے خستِ رنجوانِ عظم خدا سے خستِ مین کمد و کھکا ناز ہو تجھ پر گداز نہ ہو سکا اسکا تو کو سے جانا نہیں اب آہ و نالہ بھی دقت سے لب پر آتا ہو خرامِ ناز نے کسکی یہ حشر ڈھایا ہے شبِ فراق میں ہیں سوزِ عشق سے شبنم</p>	<p>حواسِ آپ کے اسوقت ہیں کمانِ عظم کچھ ادا عمارے اطاعت نہیں بیانِ عظم نہ ہو پچی آہ یہ ورنہ کمانِ کمانِ واعظ ہوا ہوں بچہ میں یہ زار و دنا تو انِ عظم صدائے نغمہ بلیبل سے الامانِ عظم جلا کیا تپِ فرقت سے سمجھ سانِ عظم</p>
--	--

نہ جانے جو شہزادِ مین چلا گیا کس جا
 کہیں ملا نہ مٹن کا ہمیں نشانِ واعظ

<p>شکوہ کرتے ہیں تو ہوتی ہو مروتِ مانع اپنی قسمت سے ہو شکوہ نہیں قاتلِ گلا کھینچ کر سٹو آسے لایکا سو سے مقتل صاف انکار کیا وصل سے آخر اس نے قبر میں ظلمِ نکرین کر نیلے کیوں کر</p>	<p>عین آہ کیونکر کرین ہو ضبطِ محبتِ مانع قتل وہ کرتا نہ ہوتی جو تراکتِ مانع کہیں جا نیاز کو ہوتی ہے تراکتِ مانع بیروت کو ہوتی کچھ نہ مروتِ مانع کیا نہ ہو جائے گی حیدر کی شقا عشتِ مانع</p>
--	--

جان دینا بھی ضرور آپ کو فرقت میں مٹن
 ہو گئی اُسکے پر احکامِ شریعتِ مانع

<p>نرگس ہر آنکھ پھول ہے رخِ قد یارِ مانع گلچینِ نہال حسن ہے آسٹیانِ مرا بچہ چٹک کے کتے ہیں مجھے ہو آیتاب پیری میں وہ شباب کی باتیں کمانِ نصیب</p>	<p>عین وہ رونق چمن ہو تو میں ہوں بہارِ مانع بلیبل کی طرح میں بھی ہوں کہ جانِ نشانِ مانع نذرِ روان کا قول ہو میں ہوں بہارِ مانع اب لوشلی خزان سے مرا سر بہارِ مانع</p>
--	---

فصلِ خزان میں آئینی بلیبل جو سیر کو

رہو لوانگیا سے بھی متن حال زار بارغ

دست وخت جب بڑھی جیہ گریا کی طرف پھر ہوا سے زلف بچانے پریشانی بڑھی پھر ہوا سوداگر زلف یار مرین جاگوین بے کسی رو دیا کرے بیٹھی ہوئی قہر و کدیاں پھٹ گیا آخر تڑپ کر دل جلو فرصت ہوئی وہ پریشان ہو گئے کھلا گیا منہ چاند سا وہ تصور میں جو اسے شب کو چھبکے ہیں	ن لیچا جوش جنون ہلکے بیابان کی طرف پھر خیال اپنا گیا اس وقت جان کی طرف دل ہوا اٹل نسیم سنبھلا سنا کی طرف حسرتیں ابدی رہیں گور غریبا کی طرف تھا یہی کبھی بہا اس وقت جان کی طرف اگے بھولے سے جب گور غریبا کی طرف ٹر گیا دست تھما ان کے دامان کی طرف
--	--

کیا رہا دنیا میں متن بچہ کسی کا اعتبار
دوست دل سا ہو گیا جب دشمن جان کی طرف

کیون تھیلین ستم و جور و جھاین عاشق دل ہمتی پہ لئے بیٹھے ہیں سب محفل میں زلزلے میں ہر زمین غصہ ہر قاتل کو سوا ہو خوشی یاری کی تو دار پہ بھی چڑھ جائیں تم نہیں سستے ہوا بجان و انصاف ہو شرط اس قدر محب عاشق سے گھرائے ہیں	قاف بھول سکتے ہیں کبھی انکی ادائیں عاشق دو اجازت تو ابھی نذر دکھائیں عشق کہد مضبوط مکر باندھکے آئین عاشق مثل منصورہ دیتی ہیں صدائیں عاشق حال زار اپنا کسے جا کے سنائیں عشق کہتے ہیں اب مر کو چہ بین نہ آئیں عاشق
--	--

صد موجود لپہ گزر رہا ہے بیان کیا ہو متن
سننے ہیں واصل کی شب جبکہ اذانیں عاشق

سنا افسانہ دل سرسیر اول سے آخر تک بہت مشکل ہوا عشق میں ثابت قدم رہنا جہان میں آگے نام قیس کو زندہ کیا میں نے یہ سامان لکے بہلائی کا عزت میں مہیا تھا وہ فرماتے ہیں نہ لے لو نہیں کرتا ہر مدت سے یہ سوز عشق نے پھونکا شہید ناز کو تیرے بیان قاصد کا ہو رو دیا کہ وہ فرط الفت	کان ہوے پر غم رہی با چشم ترا دل سے آخر تک رکھے اس کا خیال ایدل بشیر اول سے آخر تک خوشی سے شام چران کی بے لعل سے آخر تک خیال یار تھا پیش نظر اول سے آخر تک دکھا یا ضبط دل نے یہ اترا دل سے آخر تک کہ جھلکے خون کے پدے نے ترا دل سے آخر تک سنی جب مرگ عاشق کی خبر اول سے آخر تک
---	--

نہ بھولون گا کبھی احسان اچھا
رہا ہوں مگر اول سے آخر تک

مذبح جس سے ہیں جگر و دل الگ الگ
لوٹیں گے خاک پر ترے بسمل الگ الگ
رہنا پیا میرا منزل الگ الگ
بیٹھے ہیں سب سے ہم محفل الگ الگ
آفت جدا جدا ہے یہ مشکل الگ الگ
کھینچے ہو سے ہیں تیغین جو قاتل الگ الگ
سب ہو رہے ہیں بزم میں شامل الگ الگ
رہتا ہے مجھے وہ مہ کامل الگ الگ
اک دل کے کس طرح بنیں مول الگ الگ
کستا ہے جھکو دیکھ کے قاتل الگ الگ
برائیگی نہ حسرت باطل الگ الگ
ارمان دور خواہش باطل الگ الگ

ہر اک ادا ہے یار کی قاتل الگ الگ
ہر اک ادا کا یون ہیں ہزارا رہا جو ڈھنگ
دم دیکے راستے میں نہ خط چھین لین رقیب
کسو اسٹے اٹھاتے ہو تم ہنگو اسے صنم
ان کے ستم بھی جو نہ ملک بھی اور ایک ہم
وہ کون سخت جان ہے جس کے لیے یہاں
دشمن بھی اور دوست بھی ہیں کو سے یار میں
جب سے پیام وصل دیا میں نے نا صحا
اونکی ادائیں مانگتی ہیں روز ایک دل
یہ سخت جانیوں سے مری تنگ آ گیا
سکر پیام وصل وہ کہتے ہیں ناز سے
مادس ہو کے عشق میں دیتا ہوں جان رنج

بد قسمتی یہ دیکھو کہ مقتل میں اسے ملے
رہتا ہے مجھے خنجر قاتل الگ الگ

تم کو تو ابھی جی جائے ہمارا بسمل
چشم عبرت سے یہ کرتا ہوا اشارا بسمل
تزع کے وقت یہ کہتا ہوا ہمارا بسمل
تیری تکلیف نہیں جھکو گوارا بسمل
تیغ ابرو پہا ہوں میں دو بار ابرو بسمل
آج رخصت ہو غریب ایک ہمارا بسمل
کہتے ہیں چپ رہیں اسوقت خدا بسمل
تیغ پیاری سے اسے تیغ کو پیارا بسمل

ڈھونڈتا ہے انھیں ہونٹوں کا اشارا بسمل
قاتل اک ہاتھ میں نیزنگ جہاں چلا ہے
میرے دم توڑنے کا دیکھ تماشہ ہے نیا
کہا قاتل نے سبکا دست کر دھکا جھکو
تیر مڑگان سے ترے پہلے ہوا تھا گھلا
نیم جان دیکھ کے جھکو یہ کہا قاتل نے
حشر میں خون کے دعو لیے وہ گھبراتے ہیں
ایک کا ایک ہے سودا فی خدا خیر کر سے
خود گلا کاٹ کے رکھ دے وہ انھیں

مین نہ کیوں مثل نصیری زندہ یا علی آپ کا رکھتے ہیں سہارا بسمل

رکھکے مخمورہ گئے پر مری گئے ہیں مہمن
کہ تڑپتا ہی نہیں کوئی سہارا بسمل

لودل میں چھپانے سے حاصل رہ مہمکو رقیبوں سے بولے بچے بے درد سفاک قاتل یہ تیر باب اثر تک رزلت ہو چند روزہ عشق ناداغ کسبجو خود جان سے اپنی اکیان سے قاصد وہاں جا کے کنا نسی کی طرف ہو گا بیشک اور دو اک شہید محبت سے سورجے ہیں لحد میں وقت اس بت نے چمکو ہو گیا دم میں تارون سے عاشق یہ مطلب اہمکا وہ قسم کس لیے ہو بن کسوا سطل بند محرم ہی عشق کرنا بتوں سے سم بیدروسے وہ	صنم خانہ کعبہ بنانے سے حاصل کہ غیروں کی محفل میں پانی سے حاصل اسے درد دل کا ستانے سے حاصل تو دست دعا پھرا اٹھانے سے حاصل عبث بار الفت اٹھانے سے حاصل ہوا ہمکو یہ دل لگانے سے حاصل ہتاؤ اُسے کیا ستانے سے حاصل یہ تھا حال تجھ کو دکھانیے حاصل قیامت میں کیا ہو گا جانیے حاصل یہ ہے اُسکا مہندی لگانیے حاصل نیکر میں ہمکو جگانے سے حاصل میں سمجھایا یہ ہے دل لگانیے حاصل اُسے کب ہوا کچھ خزانے سے حاصل نہیں پھر تصور میں آنے سے حاصل جلانے ستانے رولانے سے حاصل اُو بھرتا ہے جو بن دہانے سے حاصل مصیبت میں دل کو بھنسانے سے حاصل نہیں درد دل کچھ ستانے سے حاصل
--	---

نہ شاننا ہلاؤ کہ سوتا ہے مہمن
لحد میں اُسے کیا ستانے سے حاصل

سے ہیں ایک بت مجھ میں کہ ہم
ہاں توں سے عشق کے نہیے اکیس کے ہم
ہاں سے ہو سے ہوں کیا لکھ کر لکھ کر ہوں
ہاں سے ہو سے ہوں کیا لکھ کر لکھ کر ہوں

جاگر ہوئے اسیر بلا کوئے زلف میں
جاتی ہے رات وصل کی کچھ تو جواب دہ
ای منعم ہو دولت کو نیا نہیں نصیب
دل کی خلش مٹانی کہا درو کو بھی کم
مجھڑن کی طرح چاک گریبان پر چھل
یار ہزار دن سال وہ تو نہیں ناکرین

کنے میں آگئے دل اندر دہلیز کے ہم
ہیں منتظر تھاری فقط بان نہیں کر ہم
طالب ہیں آسمان سے دو گز زمین کچھ ہم
مشکور ہیں بہت ہر دن نشین کی ہم
عاشق ہوئے ہیں لعلی محل نشین کی ہم
حقے کہا کرین دل اندر دہلیز کے ہم

کیون کر کرین نہ محض مقدر پہ اسے صفت
پہلو میں بیٹھتے ہیں بت نازنین کے ہم

کو تباہ سر پہ جبین زلف کا سودا نہیں
گلشن عالم میں گل بجتے کوئی اچھا نہیں
اور کچھ ارمان دل میں جان جان اچھا نہیں
وقت آخر دیکھ کر وہ مجھ کو فرمائے لگے
وقت آرائش جو کی آئینہ پر اسنے نظر
چشم نرگس بن گئی ہے اشتیاق دیدین
ہو گیا قربان اک عاشق جلو خروصت ہوئی
ہائے وہ جبھیلا کے کہنا وصل کی شب یار کا
آج کیا جاتی ہوئی دنیا نظر آئی نہیں
کس طرح آخر تڑپ کر رہ گیا ارمان وصل
وہم ہے شک ہو گمان ہو بال سے بار کیا ہے
ہو غنیمت آپ کا دیدار ہی ہوتا رہے
ایک بوسہ وصل کی شب دیکھ بولے نار سے
خانما بر باد دل یاد آگیا یادش بخیر
وصل کی شب تھری پہ لے ہر سے بیٹھے ہیں وہ
فرین صدف فرین او بیروت بے وفا
پیر شاہی کچھ نہیں ظلی نہا بھی کچھ نہیں

کو نسی وہ بزم ہے جبین تہا پر جا نہیں
حسن یوسف کا شاہ ہے آنکھ سے دیکھا نہیں
ایک حسرت وصل کی ہے آگے پر جا نہیں
مہمان کچھ دیر کا ہے اسکا حال اچھا نہیں
حسن خود کہنے لگا ایسا حسین دیکھا نہیں
کون کتنا ہے کہ گلشن میں ترا پر جا نہیں
اس قدر کیون مضطرب ہو کیا کوئی ترا نہیں
چھوڑنا اس طرح بھکھو دیکھئے اچھا نہیں
یون تو در نہ پیار سے مجھ کو کہی پر جا نہیں
او دل آفت زدہ تو نے بھی کچھ دیکھا نہیں
اس سے بہتر اور مضمون کو ملت جا نہیں
یون تو میرے دل میں ایمان کیا کیا نہیں
میرے ہی سر کی قسم اب اور کچھ کہنا نہیں
اک زمانہ ہو گیا جب سے آئے دیکھا نہیں
او دل راحت طلب اس وقت میں تھرا نہیں
نزع کے عالم میں بھی تو دیکھئے اچھا نہیں
سایہ دیوار سے بہتر کوئی سا نہیں

ہم نچائیں زاہد و گر مفت میں جنت مل
 ہو گئے بیہوش موسیٰ بس یہی تھا شوق
 تودہ یوسف ہے کہ یوسف کو بھی ہوا رمان
 زلف کے پھند میں آخر خود بخود جا کر پھنسا
 کو جو قاتل میں جا کر ہاتھ سے کموشن تھے
 جب ہوئے بیہوش موسیٰ حسن بولا ہنس کے
 یہ تمہارے حسن روز افزون کی ہو عالم میں ہوا
 رحم آبیگا کبھی تو تلو میرے حال پر
 بزم میں وزدیدہ نظر میں پہننے ڈالیں ہر
 اس طرح ہے حسرت دیدار جانان آج کل
 عیش و عشرت وصل و راحت رشتہ نشی میں نہیں
 خیر وہ تو صاف ہی کر بیٹھے انکار وصال
 کیون گل عارض پہ تے زلف بکھرائی نہیں
 بزم میں زانو دباے یار کا بیٹھے ہیں غیر
 کچھ دنوں حسرت رہی ارمان کچھ دن رکھا

کو چہ جانان سے بہتر کوئی بھی کو چاہن
 اک نظر بھر کے بھی جلوہ یار کا دیکھا نہیں
 مصر کے بازار میں کوئی حسین تجھسا نہیں
 لاکھ سمجھایا دل بیتاب لئے مانا نہیں
 ادول بیتاب تھے اسلئے پالا نہیں
 واہ کیا دعویٰ تھا جو اچھی طرح دیکھا نہیں
 حین یوسف کا کوئی اب نام تک لیتا نہیں
 خود سمجھ جاؤ گے اکلن میں تو کو کہتا نہیں
 دیکھنے کی طرح جی بھر کے انہیں دیکھا نہیں
 دیدہ مشتاق نے گویا کبھی دیکھا نہیں
 بیکسی میں آہ کوئی پوچھنے والا نہیں
 ادمروت تو نے بھی کچھ بڑا سمجھایا نہیں
 چشمہ زخو رشید میں کیوں نہ لہرایا نہیں
 اندو اسے ضبط یہ تھے کبھی دیکھا نہیں
 خانہ دل کو بھی خالی آج تک پالا نہیں

اسکی بیتابی سے شہرت ہو تمہارا حسن کی
 یہ وہی مہر ہے جسکو تھے پہچانا نہیں

ہمارے پہلو میں اسے یار چمکے تو ہی نہیں
 ہمارے دل کا تم ارمان پوچھتے کیا ہو
 صراحی و شب متاب و سا غرو میں
 چلا گیا مرے پہلو سے شکر ہے صد شکر
 ہوئی ہے جب سے تری حسن نظیر کی وہم
 اگر نہ تمہیں مرین ہم تو پھر مرین سپر
 لباس عمر ہوا چاک جا بجا ایسا
 جفاؤن کی تمہیں عادت ہو تو مبارک ہو

تو بزم عیش کی کچھ دل کو آرزو ہی نہیں
 سوائے وصل تہان کوئی آرزو ہی نہیں
 ہمارے بزم میں سب کچھ ہوا تو ہی نہیں
 مجھے تری دل بیتاب جستجو ہی نہیں
 غبار قیس کو محفل کی جستجو ہی نہیں
 حسین جہان میں کوئی مستافو ہی نہیں
 کہ اس میں بخیر گرو حاجت رفو ہی نہیں
 مری سوائے وفا کے اور کوئی خوبی نہیں

ہماری آنکھوں میں تم شوق سے پھر دہا کر	سوائے اسکے جہان میں کچا آرزو نہیں
تہا جسے عارض پر نور سے ہو کیا نسبت	گلون میں رنگ نہیں رنگ میں یہ بوس نہیں
سوال وصل پر دشنام دیکھ کر مایا	ہماری بزم میں شائستہ گفتگو نہیں

چلین منزل الفت میں بے خطر منن	ذرا خیال بد آموزی عہد ہی نہیں
-------------------------------	-------------------------------

ظلم پر ظلم وہ ہر روز کئے جاتے ہیں	بیمیا زیست ہے اپنی کہ جیئے جاتے ہیں
کام دیوانے یہ وحشت میں کئے جاتے ہیں	رگ جان سے دل صد ہاک سے جاتے ہیں
قتل ارمان ہوئے تھے جو ہمارے دل میں	اشک حسرت سے افسوس محل سے جاتے ہیں
دل لیا چین لیا صبر و تحمل چھینا	اور پھر وصل سے انکار کئے جاتے ہیں
حسرت دیاس دالم رنج و غم دور و طلال	بیکسی میں یہ مراسلتہ دئے جاتے ہیں
مضطرب کیون نہ ہوں جب کہ میں تو شہرت	رونائی میں دل زار لے جاتے ہیں
اس سے بہتر تاج کو قتل ہی کر دیتے آپ	اپنی رخصت کا مجھے دل غریب جاتے ہیں

فرقت یار میں یہ بادہ کشی ہے مہین	مئے اشک آنکھوں میں بھر پھر کے جاتے ہیں
----------------------------------	--

محل نشاط کی کسان بزم عہد کسان	اس کا سارنگ اس میں کمان کی بکمان
اگلا مذاق اگلی سی وہ گفتگو کسان	جو لکھنو تھا پہلے وہ اب لکھنو کسان
چرتے فلک پہ کوئی گیا کوئی طور پر	سب کو جی جتو تری بتلا ہو تو کمان
رستم ہے اب نہ سام ہے نئے زال نامور	سٹی میں ملے تو رہے جنگجو کمان
کیا پوچھتا ہے قوم کے ارمان نا صحا	جب دل ہی مر گیا تو ہمسلا آرزو کمان
فرقت نصیب ہم ہیں ہمیں کچھ نہیں خبر	ساغر کمان ہے یار کمان اور سب کمان
فرقت میں ساقیا تن و جان کا کہ جو ہوش	پہلو میں یار ہی نہیں جام سب کمان

جنکے شوق ہوا ہے عیان چرخ پر منن	لایا ہے رنگ آہ ہمارا لکھ کمان
---------------------------------	-------------------------------

تھوہر کسی کے بگڑے ہوئے پائے جاتے ہیں	اغیار بزم یار میں بلو اسے جاتے ہیں
آئنا جذبہ عشق کے یہ پائے جاتے ہیں	وہ فاتحہ کو قبر پر روز آئے جاتے ہیں

اغیار بد نصیب سے پہنچا ہے رنج کیا	کیون گل سے عارض کیے لکھلا ماہرین
انشائے رازِ وصل کسی سے نہیں کیا	کیون اک چھکودیکھکے شرانے جاتی ہیں

ہم عاشقوں کو روزِ سرشام سے نہیں
جلوے فروغِ حسن کے دکھلائی جاتی ہیں

<p>تڑپتے اس طرح ہیں حسرت و اوار مان سحر میں اگر جلوہ فگن رہتے ہیں وہ غیر و نلی تحفل میں بلا کا سامنا تھا آج ناصح کوے قاتل میں نظر کیواسے کٹوا میں تھیں جو آب نے پلک میں نشار قبر میں بھی حسرت دلائل ہیں سنا تم اپنے خدا کے سامنے وہ صاف مکہ کے ظلم سے اپنے نشان زخم اسکے سینہ میں موجود ہے تاک کوئی گھائل کوئی بسل کوئی ہے نیم جان قاتل کیا ہے وصل سے انکار جو اچھا کیا تم نے میں عاجز ہو گیا ہوں اب تو اپنی سخت جانی سے نگاہ ناز نے پڑتے ہی دل کو لے لیا ہمد نکربے تابیان دل کو سنبھال اپنے ذرا جھون یہ اونسکے ناز کے کشتے ہیں زندہ ہو نہیں سکتے ہوے کیون طور پر ہے ہوش موشی بہ نہیں گھلتا نہ گھرا ایدل بیتاب اگر تھیر مصیبت ہے</p>	<p>کہ مریں جس طرح چین میں ہوں غوش سال میں رتبلا دین مجھے مسکن یہ کسا ہو مرے دلیں کہ تھیں ڈر گئیں چھپ چھپ گئیں غوش بسل میں مثال تیرا آ کے چھین تھیں وہ مرو دل میں شریک حال دو احباب ہیں اس سخت محفل میں نہ کچھ بھی کہہ سکا افسوس میں آنکھ مقابل میں نگہ کا تیر تیرے چھپ گیا تھا ماہ کامل میں تماشہ یہ نیا دیکھا ہو مینے تیری محفل میں مجھے بالکل نہیں ہے رنج تم نام نہ نہیں نہ دم بخلا مرا سوچ آگئی بازو قاتل میں مصیبت کیا کہوں میں انگلیاں ہی نہ نہیں کہ لیلے ہو رہی ہے اب بہت تھیں محفل میں سیا زک دھٹائیگا تو اپنی فکر باطل میں سہا یا کہو سا جلا تھا او نکلی آنکھ کے تل میں ہلی کا نام لے سکو بچاتے ہیں وہ کل میں</p>
--	---

خدا کے جفا کو ادنیٰ جسکے واسطے مسکن ہے

تمنا پرور سرش یا تی ہے میرے گوشہ دل میں

<p>اور کیا چاہیے اب عشق میں ایدل جھک سب میں بنتا ہوں جو سوزِ ازمادل جھک کل شب ہجر عجب طرح بسر کی میں نے دوست احباب نہیں اپنے شریکِ غم میں</p>	<p>اوسے پہلو میں رہتا یا مہر محفل جھک کوئی دیوانہ بتائے کوئی غافل جھک دل کو میں روتا رہا اور مرادل جھک دھیتا کن جو اس حال میں ادل جھک</p>
---	---

جوش پراوٹی جوانی ہے خدا خیر کرے
 سخت جانی سے مری موج نہ آجا کہین
 بحر الفت میں لگا یا وہین غوطہ میں نے
 میری دیوانگی عزت مجھے دکھلا کے کچھ
 میں کئے جاؤں گا ہر وقت سوال صلیت
 بھول جاؤں میں ابھی جب کے صد سارے
 خود نہیں آیا یہاں میں جو نکالا جادوں
 پہلو سے غیر میں بیٹھے ہو جلائی کو مرے
 لڑکر قمار بلا ہوں مجھے معلوم نہیں
 کو چہ یار میں جس وقت میں تڑپا جا کر
 ایک بوسہ بھی نہ قیمت میں دیا کیا کہنا
 خواب میں آکے لگے سے وہ لگے ہیں اپنی
 کس طرح ہے وہ کہاں ہے یہ بتاؤں کیونکر

کہین آفت میں پھنساؤ نہ مراد مل چھو
 اب نہ تکلیف کرو چھوڑ دو بسمل چھو
 موج نے پھینک دیا جب لب ساحل چھو
 قیس و فرہاد کہین مرشد کا مل چھو
 آپ دیوانہ کہین یا کہین عاقل چھو
 اک نظر دیکھ چلے وہ مر کا مل چھو
 آپ ہی نے تو کیا بزم میں شامل چھو
 یاد کرتے ہو اسی سے سر محفل چھو
 کوئی بتلاوے ذرا عشق کی منزل چھو
 کوئی مضطر مجھے سمجھا کوئی بسمل چھو
 میں نہیں جھپٹا ہوں پھر دوا پسمل چھو
 بعد مدت کے ملا آج مراد مل چھو
 آہ معلوم نہیں کچھ خبر دل چھو

یہ جنون حد سے سوا ہو گیا میرا من
 قیس بھی کہنے لگا مرشد کا مل چھو

کہتے ہیں حسن دیا جب سے خدا نے ہکو
 وہ یہاں آئیں گے اس تیغ لگانے ہکو
 حسن کے جلو سے تھے منظور دکھائی ہکو
 اگیا اپنا مسیحا یہ بڑی خیر ہوئی
 اسے نیکرین علی آئیں گے تو کہیں گے
 میری بالین پہ اچل آئی تو میں یہ سمجھا
 تر چھپی نظروں سے مجھے دیکھ کر کہتے ہیں
 دست رنگین کی قسم کھا کے میں کتنا صنم
 انھیں دو چار نے لوٹا ہے خدا شاہد
 کاٹ لو شوق سے لوسر بھی چھکایا ابھو

سیکڑوں آتے ہیں جانا زستانی ہکو
 مژدہ تازہ پہ سنا یا ہے قصا نے ہکو
 اسلئے و ہر تن بھیجا ہو خدا نے ہکو
 ورنہ رقمہ تو ہٹا یا تھا قصا نے ہکو
 کچھ فرشتے ابھی آئے تھے جگہ ہکو
 قاصد یار یہ آسے ہلا سنے ہکو
 تیرا اس طرح سے آتے ہیں لگانے ہکو
 نیم بسمل کیا اس درو حنا نے ہکو
 ناز و انداز نے اور شرم و حیا نے ہکو
 تیغ سے آسے ہو کیا خوب ڈرانے ہکو

ووصل میں بھی نہ کبھی عیشِ اٹھایا تھے

سچ پر سچ دیئے اور نئی حیات نے ہم کو

اسی باعث سے اندھیرا ہے لحدین میں
مار ڈالا ہے کسی زلف و دوتا نے چھکو

دھڑکے کہ اب وقت سحر دیکھئے کیا ہو
 وہ تیغ نراکت سے اٹھا ہی نہیں سکتے
 ملتی نہیں راحت کسی کروٹ کسی پہلو
 ہنرمہر کی یا قہر کی کچھ اونکی نظر ہو
 اس گلشن و تیان میں بہلا کون بھلا
 بسمل کرین کس کس کو کسے جانے مان
 جلے ہیں فرشتوں کو جہان جاتے ہو پیر
 اوڑتا ہی دو پیٹ تو سمجھا لے کوئی نخل
 خم وہ ہیں نراکت سے میں سیر کی جگہاں

مضطر ہے شب وصل جگر دیکھئے کیا ہو
ہم دیر سے ہیں سیتہ سپر دیکھئے کیا ہو
ہے آج بہت درد جگر دیکھئے کیا ہو
اے دل ترے نالوں میں اثر دیکھئے کیا ہو
کس طرح ملے ہو شکر دیکھئے کیا ہو
شمن شیر کف وہ ہیں مگر دیکھئے کیا ہو
اس کو چہ بین اپنا ہو گزر دیکھئے کیا ہو
دوہری ہے نہ آکے کمر دیکھئے کیا ہو
وہ تیغ ہیں اور ہیں ہون شیر کو کیا ہو

سایان سفر پائیں ہیں ان پر محسن آہ
 درپیش ہے اک سخت سفر دیکھے کیا ہو

ظالم نے وقت قتل جو ٹھیکر لگا دیا باقی
مطالب یہ تھا کہ قتل انہیں سے کرے ہم
لی ہین بلائیں اُن کو قلم کیجئے ضرور
شوخی سے مسکرا کے شب وصل یہ کیا
کس مہم سے پھر فراق کہ شکوہ بیان کرو
اس وقت دل خروار ہے مٹھی میں آگ
بہل جو جھکو دیکھا تو نہیں ہلکے پار نے

دل بول اٹھا خدا ہی نظر سے بچا ہاتھ
منہ دی لگا کے در نہ مجھے کیوں چکھا ٹی ہاتھ
جا بھناں سی ہے بلا شک سزاؤ ہاتھ
کوٹھن اکی آج جو ہمو لگاے ہاتھ
ملنے کو جب تک سے ستر کڑھاے ہاتھ
جو یہ نہیں تو سپیٹہ بد بھر کون تھپایا
دو چار اور زخموں سے اسنے لگاؤ ہاتھ

س کا گئی کمر بھی نزاکت سے اسے صفت
و بیچوں توڑنے کو جو اسے بڑھائے ہاتھ

جسکو الفت نہیں وہ کون لکھ رہا ہے
سوز الفت سرورِ امتنا ہے بہت عام

جس میں سودا نہیں ہے کوئی نسا نہیں ہے

درد دل ہوتا ہے کہ درد جگر ہوتا ہے
 چپکے چپکے وہ مجھے یاد کیا کرتے ہیں
 آ رہے ہیں وہ عیادت کو مرضِ غم کی
 یاد کر لیتے ہیں رہ رہ کر وہ اکثر جھک کر
 بزمِ عشاق میں فرماتے ہیں مجھے ہنس کر
 حسرتیں ادا تھتی ہیں صدف باندہ بے نظیر
 جان پر داؤن لے دی شمع ہوئی ٹپکتی تار
 فاختہ تربت عاشق پہ وہ پڑھ دیتے ہیں
 اور پڑھتا ہوں مرے دل میں فاؤ نکا خیال
 ہو کے بیتاب نکل آتے ہیں گھر کے باہر
 ہاتھ رکھ دیتے ہیں سینے پہ تیلی کے لئے

اسی آفت میں مرا وقت بسر ہوتا ہے
 دل ہی دل میں مری آہوں کا اثر ہوتا ہے
 آج آباد یہ اچھڑا ہوا اکھڑ ہوتا ہے
 سچ کہا ہے کہ محبت میں اثر ہوتا ہے
 کیسے کس طرح زمانہ یہ بسر ہوتا ہے
 دل میں جب ناوکِ شرکان کا گندہ ہوتا ہے
 چاک اس غم سے گریبان سحر ہوتا ہے
 جب کبھی گورِ غریبان میں گندہ ہوتا ہے
 وہاں ظلم و ستم و جور اگر ہوتا ہے
 میری آہوں کا اب اتنا تو اثر ہوتا ہے
 میری بیتابی دل کا یہ اثر ہوتا ہے

کچھ نہ بڑھو نسیم ایامِ جوانیِ مصنف

یہ زمانہ بھی مصیبت میں بسر ہوتا ہے

لکھا ہے خط شوق جو دلبر کے واسطے
 احوال کس سے بلبلِ دل کا کردن بیان
 بچنے کا جھک کر کیوں نہ خدا وہ کرم ہے
 بلوادی جلد سوئے بختِ غمب کو یا سٹے

قاصد کو دے رہا ہوں ہجر کے واسطے
 بچپن ہے یہ ایک گلِ تر کے واسطے
 حبيب دو نگاہوں کو شلفِ محشر کو واسطے
 دیتا ہوں حکو عابدِ مضطر کے واسطے

کچھ دے دل اسے بھی عنایت ہوں جانِ جان
 مصنف بہت تر بیتا ہے اب زہر کے واسطے

اٹھی بغیر کرنا عشق کی منزل پریشان ہے
 سنا نالہ جو کرتے جھکو غیروں سے یہ فرمایا
 نگاہِ نازنے مقتل بنا رکھا ہے عالم کو
 بگو لا جب کوئی ادٹھا صبا صحرائیں چلائی

ایدھر ہر ہوا اضطرابِ دل اودھر قابلِ پریشان
 وہی آواز ہو جس سے میرا دل پریشان ہے
 کوئی دم توڑتا ہے اور کوئی بسملِ پریشان ہے
 غبارِ قیسِ غم جا پردہ محلِ پریشان ہے

تمنا ہے پسر ہو وصالِ یار اسے مصنف

کہ اُنکے پھر میں اپنا دل بسملِ پریشان ہے

تو نے وہ شکل میری جان بخدا پائی ہے آج خنجر کھنکھاتے ہیں سر مقتل وہ بارغ ہو یار ہو اور ابر کھنکھاتی ہے اسے ساقی وصل میں ادنیٰ نگہ کا نہ تلون پوچھو یتخ ابرو سے کیا یار نے گھائل مجھ کو سیر تو یہ سیکھو وہ سیر چمن کو نکلو ذکر خیب وصل کا کرتا ہوں تو وہ کہتے ہر کیا کسی غنچہ دہن نے ہو کیا یاد مجھے	جس نے دیکھا ہے کچھ وہ تراشیدانی ہو دیکھنا یہ ہے کہ کس کس کی قضا لگائی ہو مئے گل رنگ پلا جلد بہار آئی ہے کبھی جھپی کبھی بگڑی کبھی شرابی ہو پھر انہیں باتوں پہ دعوائی میچائی ہے اور اک خلق خدا اون کی تماشائی ہو اب یہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہو برائے گل نیکے جو تربت پہ صبا آئی ہو
---	---

سکے فریاد مری یار کا کہنا ملتا
کوئی پوچھے تو یہ کس ماہ کا شیدائی ہو

محبیت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے نگاہ یار سے اس دل کو انوار ہدم برہ بد نصیب ہوں دنیا میں جس کی قسمت کو کئے ہیں گو کہ میچانے سیکڑوں زندہ ہے جانتا ہوں کہ ہیں آنکے مخرچھے لیکن کیا نہ زلیست میں کچھ باؤں نے عینک عمل میں آنکے ستانے کو قتل کہہ میں کتاب ہوں نہ عشق یار سے کر منع ہو کوائے فارغ شب وصال وہ تیور بدل کے کہتے ہیں نظارہ گھٹن زیا کرین کہاں یہ مجال	گذر رہی ہے جو دل پر تباہیں سکتے ہزار چاہیں بچا نا بچا نہیں سکتے فرشتے چاہیں جگنا جگنا نہیں سکتے تہارے کشتے کو وہ بھی جلاتا نہیں سکتے رقیب خاک میں مجھ کو ملا نہیں سکتے خدا کو حشر میں صورت دکھا نہیں سکتے وہ میرے خون کا دریا بہت نہیں سکتے کہ سر نوشت مقدر مٹا نہیں سکتے گلے سے تم ہمیں ہرگز لگا نہیں سکتے ہم آفتاب سے آنکھیں لڑا نہیں سکتے
---	---

مقابلہ اپنے پہلا ماہ ہو کہاں ہو مہین
مثال ان سے کسی ایک ملا نہیں سکتے

تمہاری تیغ سے ایسی ادا نکلتی ہے جو انکی تیغ کمر سے ذرا نکلتی ہے ہمارا قہر وہ قہر تو جتا لے لے	کہ دم کے ساتھ ہی دل سے دعا نکلتی ہو بدن سے جان دہن سے دعا نکلتی ہو ۱۰۰ بار سے لے لے دعا نکلتی ہو
---	--

روا ہے آپ جو کچھ ظلم کیجیے ہمیں چھپے ہوئے جو وہ بیٹھے ہیں اپنی حلق میں وہ قتل کر کے مجھے ناز سے یہ کہتے ہیں خدا نظر سے بچائے ہمارے قاتل کو	ہمارے منہ سے تو ہر دم دعا نکلتی ہے دلی ہوئی مری آدم رسا نکلتی ہے ہماری تیغ سے تیری قضا نکلتی ہے دہان زخم سے پیسہ صدا نکلتی ہے
---	--

کبھی تو گور غریبان میں آئیں وہ صفت
ہماری قبر سے پیسہ صدا نکلتی ہے

بھری جو تیغ کر سے ذرا نکلتی ہے کسی کے ناز سے طرفہ ادا نکلتی ہے تراستم بھی ہے ہمیشہ تو بھی بکتا ہے فلک کو تمام لو اے حاملان عشق میں چڑھاتے منہ بھی ہیں شوخی سے خود بکتے ہیں جو آئے وعدہ خلائی کا شکوہ کرتا ہوں ہو ابرو خون دل زار کیا تہ گردوں پہن کے سر سہی کپڑے ہمارے ماتم میں کسی کے جو سے تہا خوش کوئی نکلیں اُس آفتاب میں کچھ کو چھپائے خاک نقاب خبر لو جاتی ہے میت ہمارے کوچہ سے چمن میں ادڑ کے بکولے لپٹنے لگتے ہیں ہماری قبر پر ٹھوکر لگا کے نہ مایا کسی شرم سے ہوتا ہی خون ارمان کا	بشر دیکھا ہے قضا کی نکلتی ہے دفا سے ظلم جفا سے دفا نکلتی ہے تیری جفا سے غضب کی ادا نکلتی ہے ہمارے دل سے اب آدم رسا نکلتی ہے اسی ادا سے ستم کی ادا نکلتی ہے تو ہنس کے کہتے ہیں کسی خطا نکلتی ہے شفق جو سرخ برنگ حنا نکلتی ہے نیام چشم سے تیغ ادا نکلتی ہے کسی کے دل سے کسی کو دعا نکلتی ہے حجاب ابر سے چمن کر ضیا نکلتی ہے رقیب خوش ہیں کہ گھر سے بلا نکلتی ہے گلون سے نکلے جو باد صبا نکلتی ہے اسی مقام سے بوسے دفا نکلتی ہے حیا کے پردے میں چھپ کر قضا نکلتی ہے
--	---

کتاب عشق مضمون کھول کر ذرا دیکھو

مریض ہجرت کی کوئی دوا نکلتی ہے

یوں تو قابو میں بھلا کب دل زار آتا ہو موت آتی ہے نہ فرقت میں قرار آتا ہو ہوں وہ تیاب کہ ثانی نہیں کوئی میرا	ہاں مجھے دیکھو کچھ تو قرار آتا ہو اتنی امید پہ جیتے ہیں کہ یار آتا ہے برق جس شکل سے تڑپے یہ قرار آتا ہو
---	---

<p>ہائے کس ناز سے کتنا ہے سرِ قمر کوئی میرے منہ کا نہیں ہے اگر اسکو صدر قدنہ حشر جو یا برق ہے یا شعلہ ہے صورتِ برق جو پہلو میں طیان ہو ہر دم</p>	<p>میرے مجنون مجھے اب بچپہ پیار آتا ہو ابر و قنا ہو کیون زار و قطار آتا ہے یا کوئی ماہِ جبین سو سے مزار آتا ہو دل مضطرب ہے کہ وقت قرار آتا ہو</p>
	<p>دشتِ غربت میں قدم رکھتا ہوں چن بیاہن پیشوائی کو مری گرد و غبار آتا ہے</p>
<p>خود بخود لاش نہیں زیرِ کفن ہلتی ہے کیا وہ ٹھوکر سے جلاتے ہیں کسی دیکو نئے انڈاز سے وہ قتل کو آئے ہیں مسے خوش خروائی نے کیا کس کی یہ عشرتِ بریا روح تھراتی ہے میری قفسِ ظکی میں اس قدر نالے نہ کہ بلبیل شیدا بھم جا سے یہ انڈازِ نیا اور نرانی ہے ادا آج گلشن میں عجب سہنے تماشہ دیکھا</p>	<p>دل جو بیتاب ہو تو ہر گس تن ہلتی ہو کیون زمین آج تہہ جرخ کھن ہلتی ہو جنشنِ ابرو کو ہے ماتھے کی شکن ہلتی ہو کہ شجر جھومتے ہیں شاخِ چین ہلتی ہے تیری شمشیرِ جواسے رشکِ جن ہلتی ہے کہ شجر گرتے ہیں دیوارِ جن ہلتی ہے اوڑھتے ہیں جو دوپٹہ تو کرن ہلتی ہو گر گدائی ہے صبا سناخِ جن ہلتی ہو</p>
	<p>عہدِ پیری میں سے زلیست کی امید من منہ دم ہونے کو دیوارِ کفن ہلتی ہے</p>
<p>عارضی حسن ہے ایجان سے یا زہر ہے جانِ ہم عشق و محبت میں کبھی دیدہ گئے بزمِ عالم میں بسرِ طعنے سے کراچِ ایدل آج پیغامِ وصال آنکو میں دو گنا جا کر دعہ و صل کو وہ بھول نہ جائیں یا رب ترک اب عشق و محبت کو کیا ہے میں نے</p>	<p>چارادون کا ہے یہ مہمان رہو یا زہر ہے کے دیے ہیں تہیں وہ بیان سے یا زہر ہے کل خدا جاتے یہ سامان رہے یا زہر ہے چاہے اب اس میں میری جان لگا دے ابھی کس ہیں آنکھیں مہیاں ہو یا زہر ہے دل میں چاہے کوئی ارمان رہے یا زہر ہے</p>
	<p>باز آئیں گے نہ ہم عشقِ بتان سے من دل رہے یا زہر ہے جان رہے یا نہ رہے</p>
<p>چشمِ کم یون کو چہ جانان میں ہم ہر دم رہے</p>	<p>جس طرح باغِ جان میں قطوہ شہم رہے</p>

روتے روتے پھر میں کیا جانے کیا یاد آگیا
خون ناحق کی شہادت کے لیے کافی ہو یہ
ساتنے میرے ہی وہ جانے تہن بزم غیر میں
آج اس اتلاڑ سے وہ آئے قتل عام کو
حشر کے دن امتحان پیش خدا و تون کا ہے

کچھ مزہ پر قطرہ ہاے اشک اگر تھم رہے
دامن قاتل پہ جو دہے لہو کے جھم رہے
الہ داسے ضبط محکو کب تامل سکا غم رہے
تیر ری بدلی رہی روٹی رہی برہم رہے
لطف ہے ادنیٰ جفا میری وفا سے کمر رہے

یہ دعا ہے داؤد محط سے ابنی اسے صحن
ہو غم حسنین دنیا میں اگر کچھ غم رہے

یہ طرز گفتگو اکثر ہے پیغام تضا لائی
ستیم و لطف جو گلزار میں باو صبا لائی
یہ کیا صدمہ ہوا گل کو کسی گھٹپین کی ہاتھو
کسی کو جان سے مارا کسی نہ جان پھوٹا
جگر پکڑے ہو جو وہ دونوں ہاتھو لیے چاؤ
تمنا ہے جدا ہو سر ہمارے دست نازکے
کوئی زخمی کوئی بسمل کوئی ٹڑپا کوئی لوٹا
ہوے شاداب گل سر پہ چہ باغ عالم کے
یہ شوخی دیکھئے رنگ خاکی دست قائلین
وہ خود آئین گے یا محکو بلایا اپنی خلوت
وہ غمگین ہو گئے سنکو مری نالو کو فرقت میں

ہماری خوش بیانی ثبوت میری بلا لائی
گلوں کی جان بخشی کی بہار جانفزا لائی
یہ نالہ کون زبان پر عذلیہ خوشنوا لائی
تراہ رنگ بقتل میں کوئی تیغ ادا لائی
شب فرقت میں بس تاثیر یہ آہ رسا لائی
مجھے مقتل میں جھینپے ہو میری تضا لائی
ہماری جنبش ابرو نیارنگ جفا لائی
نیم صبح یہ کیسی بہار پر فضا لائی
کہ خون عاشق جانناز کا دریا بہا لائی
بتا دے سچ سچ ای باو صبا پیغام کیا لائی
قیامت اور میری مری آہ رسا لائی

خیال زلف ہو کیا کم بتا مجھ لاغر کو اسے صحن
شب فرقت جو میرے سر پہ اک تازہ بلا لائی

آئے بن بن کے جوفل میں سنو نولے
ناز سے کہے ہیں یہ قتل کے کرنیوالے
خا ہن و وصل بیان کر گئے کرنیوالے
حور جنت کی مبارک تہین واعظ ہم تو
حسرت دید مری آئے بیان کر دینا

مر گئے اور بھی یہ ویکم کے مرنیوالے
مرے کو چہ میں نہ آئیں کبھی مرنیوالے
آج کچھ بھی نہ ڈرے آپ سے مرنیوالے
خضر حوران ہستی کے ہیں مرنے والے
ہاے کس یاس سے یہ کہہ گئے مرنیوالے

نزع میں بھی نہ ذرا آئے عیادت کیلئے یار کو عذر تراکت نہیں آئے دیتا دل کی خواہش ہو انھیں جان بھی فرما بند محرم نہ کسو زور سے سمجھو تو ذرا کو پھر یار میں خوف و خطر جالے ہیں مرفروшон کا ہوا بنوہ خبر ہے جھگو	حسرت دید لئے جاتے ہیں مرنے والے اور کچھ دیر کے مہمان ہیں مرنیوالے ایسی باتوں سے کوئی اور میں ڈرنیوالے کسین روکے سے ہی رکتے ہیں ابھر نیوالے عاشق مذلف نہیں مویٹ ڈرنیوالے یتیم کھینچے ہوئے مقل میں گذرنیوالے
---	---

آئینہ انکو دکھا کر میں یہ کتا ہوں مٹن
دیکھے سامنے بیٹھے ہیں مگر نیوالے

گریختے زیر زمین کہہ کے یہ گرنیوالے ہم تو پہلے ہی سے بیٹھے ہیں بنا لئے کیلئے غصہ کتا ہو کہ اک باتھ میں ہو کام تمام آج بوسے لب نازک کو لئے بے گنتی آج کیا میری دعاؤں نے اثر دکھایا کچھ میں دل میرے تلوہ سے ملو تم اپنا یہ ملا لطف سنا نے میں کہ میں کتا ہوں نا نہ مٹنا دل مضطرب کہیں زنتار مہیاں	قریب روٹھنا آ کے بگر نیوالے اک ذرا آئیں تو خلوت میں بگر نیوالے ناز کی کہتی ہے تھم جائیں بگر نے والے اور بگر اسی کے خوب بگر نے والے ابتر کچھ خوش نظر آتے ہیں بگر نے والے اتنی سی بات بگر بگر ہے میں بگر نیوالے پھر بگر ناز سے او میرے بگر نے والے پھر سے پہلوی میں بیٹھے ہیں بگر نیوالے
---	---

وصل کی شب بھی نصیب نہ تھا گامنت
آج بھی روٹھ گئے تھے بگر نیوالے

تھکو خلوت میں اگر لائی ہے تھک میری تھک میر میں یہ ابتر ہوئی حالت میری تھکو دیکھا تھمیں چاہا کہ کسی کو پیر کیا نہ شکایت ہو کسی کی نہ گلہ سے پیرا لوٹا لے خوب مزے وصل تھا لے لیل وصل کا ذکر کسی سے بھی نہیں میں کرتا حشر میں کوئی نہ پھا ننگا داند سے ٹھے	میری جان ل سے کل جاتی ہے میری تھیر تھیر اجل کچھ کے صورت میری دل مرا آنکھ مری اور طبیعت میری باعث غم سہا یہ بخت محبت میری غیر کے گھر میں ہو مہمان شب وقت میری آپ مٹاتے ہیں کیوں دیکھ کے صورت میری انکا وقت میں بدل جائیگی صورت میری
---	--

شب بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ سحر آ پہنچی
کس طرح عیش میرا ہو جان ہے دشمن
تیری فرقت میں ہو غلط تصویر تیرا
ناصحا صبر کروں خاک بہلا فرقت میں
جل کے صحر اکو اب آباد کروں گلہ میں بھی
تیری تصویر خیالی کا مڑا لوٹوں گا بڑا

اسے فلک بچھے نہ دیکھی گئی عزت میری
باعث رنج دہی عام ہے راحت میری
تیری تصویر ہو زینت دہی خلوت میری
زود ہے دل پہ نہ قابو میں طبیعت میری
جوش پر عشق ہے زور و پیر و جنت میری
شامل عیش رہی شب فرقت میری

واہ کیا دن تھے کہ جب وصل تھا اس گلے میں
رنج سے آج بدل ہوئی راحت میری

خود بخود جھکتا ہے سو تنہا ادا کے سامنے
رو بروئے غیر کیا کیا آشنا کے سامنے
دیکھ لو آنکھوں نے تم جھکولہ کے سامنے
اس طرح عاشق ہوں سب اس مہ نقا کے سامنے
ناز مانداز و ستم جو رو جفا کے سامنے
وصل میں بھی وہ شکر جال ہے کرا گیا
متل کے پہلے زبان کا فی ستر تو نے کمر
مجھ خیف و نا تو ان پر ظلم اتنا اسے فلک
سندھ سے نکلے گی اگر پہنچے گی باب عشق تک
ہوش میں آؤ ذرا اسے نا صحو بکتے ہو کیا
عشق میں اس کا کل خوار کے ایدل ہیں
جب کہا مر جاؤ نکلا فرقت میں سوخی دیکھتے
جب کمان چشم سے نکلا کوئی تیر ستم
کیا مرا عشرت میں آیا ہلکا وقت باز پرس
اپنی بکٹائی کا دعویٰ آپ باطل کر دیا
یاد تو کیجیے بھی نہیں کل محفل اختیار میں
شوق سے کھڈائے جو آپ کے دل میں ہوتا

بس نہیں چلتا ہے کچھ اپنا قصا کے سامنے
میروت تو ہے کدو نکلا خدا کے سامنے
دل سپر ہو جائیگا تیغ ادا کے سامنے
جس طرح تارے ہیں شمس انصاف کے سامنے
جانن کرتا ہو نہیں کس کس بلکے سامنے
قصہ فرقت سنا شب بھر بٹھا کے سامنے
میں اشار و نمین کہو نکلا سب خدا کے سامنے
یہ قربلا دے کہے گا کیا خدا کے سامنے
دست بستہ ہے اثر حاضر دعا کے سامنے
تذکرہ اپنی وفا کا جو فنا کے سامنے
دیکھیے کرنا پڑیں کس کس بلا کے سامنے
رکھ دیا ظالم نے اک خنجر اٹھا کے سامنے
حضرت دل ہو گئے خود تلملا کے سامنے
وہ ہمارے سامنے تھے ہم خدا کے سامنے
آئینہ کیوں رکھ لیا تھے اٹھا کے سامنے
کہہ گئے ہم کیا بت نا آشنا کے سامنے
ہو گئے خاموش کیوں جھکولہ کے سامنے

انکے ابرو کا اشارا ہے مقرر ہی	کیون چلے آتے ہیں سب تیغ تھکاتے
شوق سے آئین چھپا کر رویہ انورہ میلا	وکیہ لوگ کا حشر من انکو خدا کے سلسلے
میرے شکوہ لئے انھیں انکار ہوگا حشر میں	
دل لگی ہوگی عجب من خدا کے ساسے	

قطرہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب محمد عبدالرحمن صاحب عشر لکھنؤ استاد مصنف

واہ کیا دیوان ہے وصل علی	جس سے روشن ہے طبیعت کا کمال
کس غضب کی شوخیان میں نظر میں	ہر ادا جسکی انوکھی بے مثال
ہر غزل ہے واقعی حبان سخن	شاہد مضمون پریر و خوشحال
شعر ہے یا سچے موتی کی لڑی	مصرعہ نو باغ معنی کا نہال
بہر سال طبع ہاقت نے کہا	لکھ - بہار گلشن نازک خیال

تاریخ مصنف

میں اپنے مختصر دیوان کو	کرو یا ہے آج نذر اہل فن
دل کے بھلائے کا ہے یہ مشغلہ	باغ خوشن تاریخ ہے اسکی متن

قطرہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب تھانوی صاحب تفسیر جہانگیر خاں صاحب لکھنؤ استاد مصنف

فی الحقیقت کلام بے مثل است	قابل دید پر مستین حبان
بے نظیر است ہر غزل ہر شعر	ریشک بدر منیر این دیوان
عمیوی سن بہین بکفت مبین	تظم شد حال عاشق جانان

قطرہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب شاعر شیریں گفتمان صاحب اعلیٰ دیوان غزل و نضاد لکھنؤ استاد مصنف

نقطہ ہر اک کلی ہے ہر اک لفظ بھول ہو	دیوان تازگی میں ہو غزل و مثنوی
سے روئے آسمان سے تاج تاج	۱ غزل - ۱۰۰ مثنوی - ۱۰۰ لکھنؤ

کتابخانه تجارتی

ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم کی کتابیں اُردو فارسی عربی کفایت اور رعایت سے
ملتی ہیں بازاری قیمت اور فرستی دام نہیں لئے جاتے ہیں اور کیا اب کتابیں تلاش کر کے
روانہ کیجاتی ہیں تاجر و نئے ساتھ ہر قسم کی رعایت کیجاتی ہے فرمائش کے خلاف کوئی کتاب
ردانہ نہیں ہوتی ایک مرتبہ فرمائش بھیج کر مقابلہ دو ستر تاجر و نئے ہماری مال کا انداز کیجئے تو شاید لگ بھگ ہماری
دوکان سے مال منگوانے پر مجبور ہونا پڑے مال کی عمدگی دام کی کفایت معاملہ کی صفائی کیا
کتب کی بھر سانی قلمی اور شاہی کتابوں کی موجودگی ہمارے طرف خریدار کو رجوع ہونے کی
سفارش کرتی ہیں۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عتبات تیار کتب چونک لکھنؤ

فان

ہمارے کتب خانہ میں جملہ قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو و ناگری جدیدہ ناول قصص وغیرہ فروخت ہوتے ہیں جن حضرات کو ضرورت ہو سہ فرماؤ فرمائیں۔

نظر لطیف گرا اید میر سید حسین علی شاہ صاحب

ہے خریدار سے یہ عرض نہیں جو خود غوسہ طبع ہو لیکن

[illegible]

DATE DUE

This book is due on the date
last stamped. A fine of 1 anna
will be charged for each day the
book is kept over time.

[illegible]